فہرست مضامین

نمبر ۱۰۴	۱۴ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق یکم مارچ ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ ۲۶ فروری کو لاہور میں کامیاب عمل جراحی ہوا۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں ٭

مجلس مشاورت ۳۴ء کا ایجنڈا تیار ہو گیا ہے۔ جو عنقریب معہ کٹ بیرونی جماعتوں کو بھیجا جائے گا ٭

۲۷۔ فروری شیخ عبد القادر صاحب اور مولوی محمد سلیم صاحب کو نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے بھٹیاں ضلع گورداسپور ایک جلسہ پر روانہ کیا گیا۔

یوم التبلیغ کے متعلق مقامی جماعت احمدیہ سرگرمی سے تیاری کر رہی ہے ٭

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا ٹھنڈا ہونا

"ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ پر جو آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ آیا وہ فی الواقعہ آتشِ ہیزم تھی۔ یا کہ فتنہ و فساد کی آگ تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ فتنہ و فساد کی آگ تو ہر نبی کے مقابل میں ہوتی ہے۔ اور وہی ہمیشہ کوئی ایسا رنگ اختیار کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ایک معجزہ نما طاقت اپنے نبی کی تائید میں اس کے بالمقابل دکھاتا ہے۔ ظاہری آتش کا حضرت ابراہیمؑ پر قبر و کرم دیا خدا تعالےٰ کے آگے کوئی مشکل امر نہیں۔ اور ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ان واقعات کی اب بہت تحقیقات کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہزاروں سالوں کی بات ہے۔ ہم خود اس زمانہ میں ایسے واقعات دیکھ رہے ہیں۔ اور اپنے اوپر تجربہ کر رہے ہیں"

(الحکم ۱۰۔ جون ۱۹۰۷ء)

اس کے خلاف مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ترجمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار کیا ہے۔ مگر باوجود اس کے یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ ان کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے والا ہے۔ جو آپ نے اہلِ یورپ و امریکہ کے سامنے تفسیر القرآن پیش کرنے کے متعلق ظاہر فرمائی تھی۔ اور اپنے ترجمہ کی بنا پر حضرت مسیح موعودؑ کی شاخ اور آپ میں سے ہونے کے مدعی ہیں ٭

انگریزی دان مجاہدین کی ضرورت

خدمت دین کا ایک قیمتی موقع

جماعت احمدیہ کالی کٹ کے قلیل التعداد اور غریب احمدی ان دنوں مخالفین کے جس تشدد اور وحشت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس کی کسی قدر تفصیل الفضل کے ایک گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے اگرچہ وُہ نہایت ہی دردناک اور رنج افزا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمارے ان مظلوم بھائیوں کو جو مصائب اور تکالیف درپیش ہیں۔ ان کے مقابلہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وُہ بہت کم ہے۔ ان حالات میں نہایت ضروری ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ہر ممکن طریق سے اپنے ان ستم رسیدہ بھائیوں کی مدد کرے۔ اور وُہ لوگ جو اپنی ناسمجھی۔ اور نادانی کی وجہ سے احمدیوں پر مظالم کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے حق وصداقت پیش کرنے کی کوشش کرے۔ تاکہ ان میں سے جو سعید الفطرت ہوں۔ وُہ اپنی آخرت کو برباد کرنے اور خدا تعالےٰ کے غضب کے مورد بننے سے بچ جائیں۔

مرکز میں کالی کٹ کے احمدی بھائیوں کی مظلومیت کی اطلاع پہنچی۔ تو یہ تجویز کی گئی۔ کہ نظارت دعوت وتبلیغ فوراً مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کو کالی کٹ جانے اور وہاں کے حالات معلوم کر کے رپورٹ کرنے کا حکم بھیجدے اور کسی قدر مظلوم احمدیوں کی مالی امداد بھی کی جائے:۔

یہ تجویز جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ تو حضور نے فرمایا:۔

"اس علاقہ میں ایسے رنگ میں کام کیا جائے۔ جس طرح علاقہ ملکانہ میں کیا گیا تھا۔ یعنی وہاں انگریزی دان مبلغین کی ایک جماعت رکھی جائے۔ اور وُہ اس حد تک وہاں کام کرے۔ کہ وُہ لوگ اس بات سے مایوس ہو جائیں۔ کہ احمدیوں کو اس طرح مصائب میں مبتلا کر کے وُہ احمدیت کی ترقی کو روک سکتے ہیں"

حضور کے اس ارشاد کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ انگریزی دان اصحاب جو رضا کارانہ طور پر علاقہ مالابار میں تبلیغ احمدیت کی سعادت حاصل کرنا چاہیں بہت جلد اپنے آپ کو پیش کر دیں۔ چونکہ ضرورت فوری ہے۔ اس لئے جہاں تک جلد ممکن ہو۔ اپنی آمادگی سے مطلع کیا جائے۔

اس وقت ہماری جماعت کے کئی ایک انگریزی دان نوجوان فارغ ہیں۔ ان کے لئے حصول ثواب اور خدمت دین کا یہ بہترین موقعہ ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو ان کا اس وقت کا اخلاص ایسا پسند آجائے۔ کہ ان کی آئندہ زندگی دینی اور دنیوی لحاظ سے نہایت کامیاب اور شاندار بن جائے۔ پس نوجوانوں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور مجھے جلد سے جلد اپنی آمادگی سے مطلع کرنا چاہیئے۔ تاکہ روانگی کی اطلاع اور ضروری ہدایات دی جا سکیں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

کالی کٹ کے مظلوم احمدیوں کے متعلق

جماعت احمدیہ شملہ کی قرار داد

جماعت احمدیہ شملہ کا ایک غیر معمولی اجلاس ۱۲۔ فروری ۱۹۳۴ء کو زیر صدارت حافظ عبدالسلام صاحب امیر جماعت احمدیہ منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر حسب ذیل ریزولیوشنز پاس کئے گئے:۔

۱۔ کالی کٹ کے متعصب اور بہائم سیرت موپلا مسلمانوں نے ہمارے ایک احمدی بھائی کی لاش کے ساتھ جو وحشیانہ اور خلاف انسانیت سلوک روا رکھا۔ اور اپنے بھائی کی تجہیز وتکفین کرنے والے مٹھی بھر احمدیوں سے جنازہ لے جانے اور دفن کرنے کے دوران میں جو ظالمانہ اور خلاف قانون برتاؤ کیا۔ جماعت احمدیہ شملہ اس کے متعلق پُرزور پروٹسٹ کرتی اور ان لوگوں کی حرکات کو نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔

۲۔ ہم حکام سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وُہ موپلاؤں کی کثرت دولت اور رسوخ سے متاثر نہ ہوں۔ اور غریب لیکن وفادار احمدیوں کی دادرسی کر کے اپنا فرض ادا کریں۔

۳۔ ان قرار دادوں کی نقول پرائیویٹ سکرٹری وائسرائے ہند پرائیویٹ سکرٹری گورنر مدراس۔ کلکٹر مالابار (کالی کٹ) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ۔ اور اخبار الفضل کو بھیجی جائیں:۔

(جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ)

"الفضل" کے متعلق آپ کا فرض

۴۔ مارچ ۱۹۳۴ء یوم التبلیغ ہے۔ یہ دن بیج ڈالنے کے لئے ہے۔ اور اس کی آبیاری کے لئے ضروری ہے۔ کہ آپ اخبار "الفضل" بعض نیک دل طالبان حق کے نام جاری کرائیں خواہ اپنے خرچ پر خواہ خود ان کو تحریک کر کے تاکہ سلسلہ احمدیہ کا مقصد اس کی ترقی اس کا کام ان کے ذہن نشین ہو کر موجب ہدایت ہو۔ پس آپ اس دن "الفضل" کا پرچہ اپنے پاس رکھیں۔ اور غیر مسلم دوستوں کو دکھائیں۔ اور "الفضل" کی توسیع اشاعت سے ثواب حاصل کریں۔ مجھے امید ہے۔ کہ تھوڑی سی کوشش سے خوش کن نتیجہ نکلے گا۔ اس موقعہ پر الفضل ضرور جاری کرایا جائے۔ خواہ تین ماہ کے لئے ہی ہو:۔

(منیجر الفضل۔ قادیان)

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری اعلان

یوم التبلیغ قریب آرہا ہے۔ اس کے متعلق رپورٹیں بھیجتے ہیں مندرجہ ذیل باتوں کا ضرور ذکر کیا جائے:۔

۱۔ جماعت کے کتنے آدمیوں نے اس دن تبلیغ کی۔

۲۔ کتنے آدمیوں کو تبلیغ کی:

۳۔ کتنے گاؤں میں جا کر تبلیغ کی گئی:

۴۔ کتنے اشتہار وٹریکٹ وغیرہ شائع کئے گئے۔

ناظر دعوت وتبلیغ - قادیان

بدوملی میں آریوں سے مناظرہ

۲-۳-۴۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو بدوملی میں آریوں کا جلسہ ہے چونکہ آریوں نے ہمیں چیلنج مناظرہ دیا ہے۔ اس لئے وہاں ان تاریخوں میں مناظرہ ہو گا۔ اردگرد کی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اس میں شامل ہو کر مستفید ہوں:۔

ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان

مفتی محمد صادق صاحب کا سفر دہلی وانبالہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ ناظر امور خارجہ حال میں جب دہلی تشریف لے گئے۔ تو ۱۹۔ فروری کو وائسرائے ہند سے انہوں نے ملاقات کی۔ اور ۲۴۔ فروری کو ٹیریٹوریل فورس انبالہ چھاؤنی کی احمدیہ کمپنی کا معائنہ کیا۔ اور رجمنٹ کے انگریز افسروں سے ملاقات کی۔

گورمکھی ٹریکٹ

جماعت امرتسر کی طرف سے ایک گورمکھی ٹریکٹ لوگوں میں تبلیغ اسلام واحمدیت کرنے کے لئے شائع کیا گیا ہے۔ ۴۔ مارچ کے یوم التبلیغ کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ احباب آٹھ آنے سینکڑہ کے حساب سے منگوائیں۔ خاکسار سید بہاول شاہ احمدی نائب معتمد تبلیغ چوک چڑا۔ کٹڑہ کرم سنگھ۔ امرتسر:۔

اخبار زمیندار کی غلط بیانی

"زمیندار" (۱۲ فروری) اہل سنت والجماعت اور قادیانیوں کا مناظرہ کے عنوان سے ایک خبر شائع کی گئی ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ اس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ۳-۴ مارچ ۱۹۳۴ء کو بوقت صبح ۱۰۔ بجے گوجرانوالہ میں علماء اہل سنت والجماعت اور قادیانیوں کے درمیان ایک مناظرہ ہونا قرار پایا ہے۔ حالانکہ اس وقت تک کسی مناظرہ کے متعلق جماعت احمدیہ گوجرانوالہ سے اہل سنت والجماعت کی جانب سے کوئی گفت وشنید نہیں ہوئی۔ اگر اہل سنت والجماعت مناظرہ کی خواہش مند ہے۔ تو وہ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ سے شرائط مناظرہ کا تصفیہ کر سکتی ہے:۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صریح ارشاد سے مولوی صاحب کی کھلم کھلا بے اعتنائی

حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ

مولوی محمد علی صاحب کے مترجم قرآن ہونے کی حقیقت تو اسی دن ظاہر ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ ہزاروں روپیہ کی قیمتی کتب کے ساتھ ترجمہ کے مسودات جن کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان تھی (کیونکہ مولوی صاحب نے انجمن کا تنخواہ دار ملازم رہ کر ترجمہ کیا۔ اور انجمن کے خرچ پر اس کی خاطر کتب خریدی تھیں) اس بہانہ سے لے کر قادیان سے نکلے تھے۔ کہ مسودات کو مکمل کرنے کے لئے وہ پہاڑ پر جا رہے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے یہ غصب کردہ ترجمہ شائع کیا۔ اور اسے اپنی ملکیت قرار دے کر اس کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے وصول کرنے لگے۔ تو ترجمہ کی حقیقت بھی واضح ہو گئی۔ اور معلوم ہو گیا کہ انہوں نے طلب زر کی خاطر اس بات کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ کہ کسی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور صداقت کا اس ترجمہ میں ذکر تک نہ آنے پائے۔ تاکہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ہیں۔ اس ترجمہ کے خلاف آواز نہ اٹھائیں۔ بلکہ اس کی خریداری کی طرف مائل ہو سکیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف تشریحات

پھر یہی نہیں۔ بلکہ اسی غرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے کئی ایک آیاتِ قرآنی کی ایسی تشریح کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ حقائقِ قرآن کے خلاف ہے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ ہم ایک مفصل مضمون میں اس قسم کی کئی ایک مثالیں پیش کر چکے ہیں۔

کھلی ہوئی دھوکہ دہی

نیز بتا چکے ہیں۔ کہ اس ترجمہ کو مولوی محمد علی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا مصداق قرار دینا جس میں آپ نے یہ فرمایا۔ کہ "میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان (اہل یورپ) کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ جیسے مجھ سے۔ یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ میں ہی داخل ہے۔" کھلی ہوئی دھوکہ دہی ہے، اور اس کی بنا پر مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ اور ہماری جماعت کے ذریعہ ہی پوری ہوئی۔" نیز یہ کہ "جماعت لاہور حضرت مسیح موعود سے ہے۔ اور آپ کے درخت کی شاخ ہے۔" قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شاخ اور آپ میں ہی داخل ہونے والا کوئی شخص قرآن کریم کی ایسی تفسیر دنیا کے سامنے پیش کرے۔ جس میں نہ صرف آپ کے دعاوی اور ان کی صداقت کا کوئی ذکر نہ ہو بلکہ کئی باتیں صریح طور پر آپ کی بیان فرمودہ تفسیر القرآن کے خلاف درج کرے۔

مولوی محمد علی صاحب کا ادعا

مگر تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو مولوی محمد علی صاحب نے ان آیاتِ قرآنی کی تشریح کرتے ہوئے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری عمر اپنی صداقت میں پیش فرماتے رہے۔ آپ کا ذکر تک نہیں کیا۔ بعض آیات کا آپ کے بیان کردہ حقائق کے صریح خلاف استدلال کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اتنا بھی گوارا نہیں کیا۔ کہ جہاں ان کتب اور ان علماء و محققین کی فہرست دی ہے۔ جن کی تصانیف سے انہوں نے ترجمہ کرتے ہوئے فائدہ اٹھایا۔ اور جن میں غیر مسلم بھی ہیں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اور آپ کی کتب کا نام آ جاتے۔ اور دوسری طرف وہ اٹھتے بیٹھتے یہ ڈھینگ مارتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ کہ ان کا ترجمہ قرآن وہی قرآن کی تفسیر ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ کہ "میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان (اہل یورپ) کے پاس بھیجی جائے۔" بلکہ بات بات میں مولوی صاحب یہ ادعا کرنے لگ جاتے ہیں۔

ترجمہ کے متعلق اشتہار بازی

آج کل تو شائد عام مالی مشکلات کی وجہ سے اس آمدنی میں کمی ہو جانے کی وجہ سے جو انہیں انگریزی ترجمہ قرآن کے فروخت ہونے کی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ اور جس پر وہ اپنے ذاتی اخراجات کا دارومدار بتاتے ہیں۔ انہوں نے اس کے متعلق اشتہار بازی پر خاص توجہ مبذول کر رکھی ہے۔ چنانچہ حال میں جب انہوں نے ہفتہ وار یا ہفتہ میں دو دفعہ اپنے لئے "پیغام صلح" کے کچھ کالم ریزرو کر لئے۔ تو سب سے پہلے اسی ترجمۃ القرآن کا پراپیگنڈا شروع کیا۔ اور "پیغام صلح" نے اپنے "حضرت امیر" کی خواہش اور منشار کا لحاظ کرتے ہوئے ایک لیڈنگ آرٹیکل بھی لکھ دیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے "متفرق خیالات" میں اور "پیغام" نے اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں انگریزی ترجمہ قرآن کو پیش کرکے انہی باتوں کو دوہرایا ہے۔ جو کئی بار ان کی طرف سے پہلے پیش ہو چکی ہیں۔ اور حسب معمول یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ چونکہ ابھی تک قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع نہیں کر سکی۔ اس لئے اس کا قدم صحیح رستہ پر نہیں۔ اور غیر مبائعین مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ شائع کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاخ اور آپ میں ہی داخل ہونے کا ثبوت پیش کر چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ سے غلط استدلال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن الفاظ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے۔ وہ اول تو قطعاً ایسے ترجمہ پر منطبق نہیں ہو سکتے جس میں آپ کے دعاوی کا ذکر تک نہ ہو۔ اور جس میں آپ کے بیان کے خلاف کئی باتیں درج ہوں۔ دوم اگر ان میں میعاد مقرر ہوتی۔ کہ فلاں وقت تک ایسی تفسیر انگریزی میں لکھی جائے گی۔ اور اس وقت تک صرف مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ شائع ہوتا۔ تو بھی ایک بات تھی۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی عرصہ مقرر نہیں فرمایا۔ اور نہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشار اور خواہش کے مطابق ہے۔ تو پھر خواہ مخواہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق قرار دینا بیہودہ بات ہے۔

انگریزی تفسیر قرآن کی غرض

ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کی تفسیر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض یہ تھی۔ کہ تا مغربی ممالک کے لوگ قرآن کریم کے ان حقائق و معارف سے آگاہ ہوں۔ جو خدا تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمائے۔ اور آپ کو قبول کرکے اسلام کی اس نعمت سے بہرہ اندوز ہوں۔ جس پر مرور زمانہ اور مسلمان کہلانے والوں کی غفلت سے پردہ پڑ چکا تھا۔ کیا اپنے ترجمہ کا ڈھنڈورا پیٹنے والے۔ اور اس کے ذریعہ یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام کا دعوے کرنے والے مولوی محمد علی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ ان کے ترجمہ کے ذریعہ کتنے لوگوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ظاہر ہوئی۔ اور کتنے لوگوں نے آپ کو قبول کیا۔

ایک مطالبہ

"پیغام صلح" (۲۳- فروری) نے دعوےٰ کیا ہے۔ کہ "اس ترجمہ کی بدولت ہزاروں تعلیم یافتہ غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں"۔ کیا وُہ ایسے لوگوں کی اسم وار فہرست پیش کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بعیت کر کے اور انہیں اپنا "امیر" تسلیم کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر وُہ ایمان لا چکے ہیں۔ ہزاروں تو الگ رہے۔ آج تک کوئی ایک بھی یورپ وامریکہ کا ایسا نو مسلم پیش نہیں کر سکے جس نے اس ترجمہ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اقرار کیا ہو جب حقیقت یہ ہے۔ تو پھر مولوی محمد علی صاحب کا اپنے ترجمہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو پورا کرنے والی تفسیر قرار دینا اور اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاخ اور آپ میں ہی داخل بتانا حد درجہ کی لغو گوئی نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ کا منشا پورا کرنے والی تفسیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشا پورا کرنے والی انشاء اللہ وُہی تفسیر ہو گی۔ جو آپ کے حقیقی قائم مقام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی زیر نگرانی تیار ہو رہی ہے۔ اور جو انشاء اللہ شائع ہونے کے بعد ثابت کر دے گی۔ کہ جماعت احمدیہ ہی آپ کی شاخ۔ اور آپ میں داخل ہے۔

حضرت مسیح موعود کا ایک ارشاد

تعجب ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایک ایسی پیشگوئی کو اپنے اور اپنے ترجمہ پر منطبق کرنے کے لئے تو ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور صرف کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اس کا ایک ایک لفظ ان کے خلاف شہادت دے رہا ہے۔ لیکن آج تک انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی طرف کبھی بھولے سے بھی رُخ نہیں کیا۔ جو خاص طور پر ان کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا تھا:۔

اخبار "الحکم" (۱۰- مارچ ۱۹۰۷ء) میں ۱۳- فروری ۱۹۰۷ء کی جو ڈائری چھپی ہے۔ وُہ حسب ذیل ہے:۔

"قبل نماز عصر حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے۔ مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔ کہ اگر اہل امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ تو وُہ معذور ہیں۔ اور جب تک ہماری طرف سے ان کے آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کئے جائیں۔ وُہ انکار کا حق رکھتے ہیں۔ ہماری صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر ان کو پیش کی جائے۔ جن باتوں کو ہمارے مخالف مسلمان ان کے آگے پیش کرتے ہیں۔ ان میں بہت غلطیاں ہیں۔ مثلاً حیات مسیح۔ مسئلہ ختم نبوت۔ مکالمات الٰہی کے متعلق اس زمانہ کے مسلمانوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اس کتاب میں ان مسائل کی تنقیح۔ اور ہمارے سلسلہ کے دلائل صداقت لکھے جائیں۔"

مولوی محمد علی صاحب کی بے اعتنائی

کیا مولوی محمد علی صاحب۔ یا ان کا آرگن "پیغام صلح" یا ان کا کوئی اور حمایتی بتا سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس صاف اور صریح ارشاد کی جو مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔ انہوں نے تعمیل کی۔ کیا اس وقت سے لے کر جبکہ بالفاظ "پیغام صلح" "وُہ محض اسلام اور سلسلہ کے مفاد کی خاطر مجدد زمان کی صحیح تعلیمات کو سینے سے لگائے ہُوئے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں قادیان سے نکل آئے"۔ اب تک جبکہ یہ دعوےٰ کیا جا رہا ہے۔ کہ "خدا کے فضل نے ہم چند متفرق دانوں کو اکٹھا کر کے ایک عظیم الشان کام ہم سے لیا"۔ ان کے دل میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا ارشاد کی تعمیل کرنے کا خیال آیا؟

بے اعتنائی کی وجہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر اہل امریکہ و یورپ کے سامنے پیش کرنا تو الگ رہا۔ کیا چند سطری مضمون بھی اس غرض سے انہوں نے لکھا۔ حیات مسیح۔ مسئلہ ختم نبوت۔ مکالمات الٰہی کے متعلق انہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پیش کی۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتنے اہم ارشاد کی وقعت مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک اتنی بھی نہیں جتنی اپنے ترجمہ انگریزی کو فروخت کر کے اس کا کمیشن وصول کرنے کی۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ آج تک انہوں نے اس ارشاد کی تعمیل کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ اگر مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ بھی وقعت ہوتی۔ اگر وُہ آپ کی صداقت پر حقیقی ایمان رکھتے۔ اگر اہل امریکہ و یورپ کے لئے آپ کی صداقت کا اعتراف مفید خیال کرتے۔ تو یقیناً وُہ خود بخود ایسی کتاب تصنیف کرتے۔ جس میں آپ کی صداقت کے دلائل اور آپ کی پیش فرمودہ حقیقتِ اسلام پیش کی جاتی۔ لیکن بطور خود ایسا کرنا تو رہا الگ۔ انہوں نے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واضح ارشاد کی تعمیل بھی نہ کی۔ اور خدا کے فرستادہ کے حکم کی کچھ پروا نہ کی۔ مگر باوجود اس کے دعوےٰ یہ ہے۔ کہ "جماعتِ لاہور حضرت مسیح موعود سے ہے۔ اور آپ کے درخت کی شاخ ہے"!

خشک شاخ

کیا وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایمان رکھتا ہے۔ آپ کو خدا تعالےٰ کا فرستادہ یقین کرتا ہے۔ اور آپ کے ہر ارشاد کی تعمیل کرنا اپنے لئے باعثِ نجات سمجھتا ہے۔ اس کی نظر میں مولوی محمد علی صاحب کا یہ دعوےٰ کچھ بھی قابلِ اعتنا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وُہ تو یہی کہے گا۔ کہ مولوی صاحب کو سلسلہ سے ایک کافی رقم ماہانہ وصول کرتے ہُوئے قرآن کا جو ترجمہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اسے وُہ دھوکہ سے لے اُڑے۔ اور پھر اس میں جلب زر کی خاطر کتر بیونت کر کے شائع کر دیا۔ ایسا ترجمہ کسی صورت میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت کی شاخ کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ شاخ تو اسی وقت خشک ہو چکی تھی جب اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اہم ارشاد کی تعمیل سے عملی طور پر انکار کر دیا۔ جو آپ نے اپنی صداقت کے دلائل اہل امریکہ و یورپ کے سامنے پیش کرنے کے متعلق فرمایا تھا۔ اور پھر جب ترجمہ میں نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر۔ اور آپ کی صداقت کے دلائل کو جگہ نہ دی۔ بلکہ کئی باتیں خلاف لکھ دیں۔ تو یہ خشک شاخ ٹوٹ کر گر چکی۔ اور ایندھن بن چکی تھی۔

صداقت مسیح موعودؑ کے متعلق جماعت احمدیہ کی کوشش

اس کے مقابلہ میں اس جماعت کو دیکھئے جس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ کہ اس کا قدم صحیح رستہ پر نہیں۔ وُہ ایک مستقل ماہوار انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان سے۔ اور ایک رسالہ سن رائز امریکہ سے اس غرض سے شائع کر رہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام اہل امریکہ و یورپ کے سامنے پیش کرے۔ اس کے علاوہ اس وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی رقم فرمودہ کئی ایک مستقل کتب انگریزی میں چھاپ کر اہل یورپ و امریکہ کو پیش کی جا چکی ہیں۔ مثلاً احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ تحفہ پرنس آف ویلز۔ تحفۃ الملوک۔ تحفہ لارڈ اروِن۔ سوانح عمری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مولوی محمد علی صاحب جو خواہ مخواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کو جو آپ نے انگریزی تفسیر القرآن کے متعلق فرمائے۔ اپنے ترجمہ پر بارہا چسپاں کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ غور فرمائیں۔ کہ اس پیشگوئی کے الفاظ کا مصداق بننا تو الگ رہا۔ ان سے تو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی توفیق بھی سلب کر لی۔ جو انہیں مخاطب کر کے فرمایا گیا تھا۔

واقعات کی شہادت

پس واقعات نے اس بات پر تصدیق کی مُہر ثبت کر دی ہے کہ مولوی صاحب اور ان کے ساتھی نہ حضرت مسیح موعودؑ سے ہیں۔ اور نہ آپ کے درخت کی شاخ ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کو اس بات کی توفیق دے کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل۔ اور حقیقت اسلام پر کئی ایک مستقل کتابیں انگریزی میں چھاپ کر اہل امریکہ و یورپ کو پیش کرے۔ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

سالکین کو روحانی مراتب کے حصول کے متعلق ایک اہم ہدایت

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کیا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ فروری ۱۹۳۴ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے غالباً پچھلے سے پچھلے جمعہ میں

معاملات کی درستی کے متعلق ایک خطبہ

پڑھا تھا۔ اور اس میں خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کو توجہ دلائی تھی۔ جنہوں نے میری تحریک کے مطابق اس امر پر آمادگی کا اظہار کیا۔ کہ وہ اپنی بھی اصلاح کریں گے۔ اور جماعت کے دوسرے افراد کی

اصلاح کی کوشش

بھی کریں گے۔ اسی بارے میں میں آج بعض مزید باتیں بیان کرنی چاہتا ہوں۔ تکمیل یا کمال ایک ایسا لفظ ہے۔ کہ ان دونوں کا مفہوم ہمیشہ نسبتی رنگ میں ہوا کرتا ہے۔ اور گو ہر حقیقت جو ہم جانتے ہیں۔ یا ہر لفظ جس کا ہمیں علم ہے۔ نسبتی ہی ہوتا ہے مگر ان الفاظ کے متعلق خصوصیت کے ساتھ یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ

نسبتی امور

ہوتے ہیں۔ اور ایک چیز جو اپنے سے ادنےٰ چیز کی نسبت اعلےٰ ہوتی ہے۔ وہ اپنے سے اعلےٰ چیز کی نسبت ناقص ہوتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور بڑے سے بڑا انسان خواہ وہ نبی یا رسول ہی کیوں نہ ہو۔ اپنی

کمزوریوں پر استغفار

کرتا ہے۔ ایک نادان اور بے وقوف شخص استغفار کو اپنی حالت پر قیاس کر کے قابلِ اعتراض قرار دیتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ استغفار اللہ تعالےٰ کی ذات کے مقابلہ میں ہوتا ہے کمال کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ روحانی اور مذہبی زبان میں

کمال کے معنی

یہ ہوا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات انسان کے آئینہ قلب میں منعکس ہو جائیں۔ اور نقص کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی صفات کے انعکاس میں کمی

آجائے۔ یا کمی باقی رہ جائے۔ ہم یہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ ایک انسان اپنے مقام کے لحاظ سے صفات الٰہیہ کو کامل طور پر ظاہر کر رہا ہو۔ جس طرح ایک تیز نگاہ والا انسان اگر ۲ میل کے فاصلہ سے ایک چیز کو اس طرح دیکھ لے۔ جس طرح اتنے فاصلہ سے اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی آنکھ میں اس چیز کا پورا نقشہ آگیا۔ لیکن جب ہم یہ کہیں گے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے۔ کہ

چیز کا اصل نقشہ

پوری طرح اس کی آنکھ میں آگیا۔ بلکہ یہ ہوں گے۔ کہ دو میل کے لحاظ سے جس قدر نقشہ آسکتا تھا۔ وہ آگیا۔ اب اگر وہی چیز ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر آجائے۔ تو آنکھ اسے پہلے سے زیادہ نمایاں صورت میں دیکھے گی۔ مگر دو میل والی حالت ناقص نہیں کہلائیگی کیونکہ اس کے لئے اتنا ہی امکان تھا۔ پس اگر اصل چیز دیکھی جائے گی۔ تو اس کے لحاظ سے آنکھ کا یہ نقص ہوگا۔ کہ وہ اسے پورے طور پر نہ دیکھ سکی۔ اور اگر یہ دیکھا جائے گا۔ کہ ڈیڑھ یا دو میل کے فاصلہ سے جس حد تک آنکھ دیکھ سکتی تھی۔ اس قدر اس نے دیکھ لیا۔ تو یہ آنکھ کا کمال ہوگا۔ یہی حال استغفار کا ہے انبیاءٌ اپنی ذات میں کامل ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے جلال اور جبروت کو دیکھ کر وہ

مزید ترقیات کی خواہش

کرتے ہیں۔ گویا استغفار ان کے کسی نقص پر دلالت نہیں کرتا بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ مثلاً ایک کنوئیں سو ہاتھ گہرا ہو۔ اگر کوئی شخص اس سے پانی نکالتا ہے۔ تو اسے یقیناً کچھ دیر لگے گی۔ لیکن اگر وہ پوری انسانی طاقت سے کام لے کر اتنی جلدی پانی نکال لیتا ہے۔ جس حد تک جلدی نکالا جا سکتا ہے۔ تو اس لحاظ سے وہ کامل ہوگا۔ لیکن اگر دوسرا شخص ایک اور کنوئیں سے جو پچاس ہاتھ گہرا ہو۔ زیادہ جلدی پانی نکال لیتا ہے۔ تو پانی جلدی نکلنے کے لحاظ سے پہلے میں نقص سمجھا جائیگا مگر یہ حالات کی طرف منسوب ہوگا۔ یہی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام یا وہ صلحاء و اولیاء جو

اللہ تعالیٰ کی حفاظت

میں آجاتے ہیں۔ خواہ وہ ابتدائے عمر میں اس کی حفاظت میں آجائیں یا آخر عمر میں استغفار کرتے ہیں۔ یہ استغفار ان کی غفلتوں کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ

خدا تعالےٰ کی بلند ترین شان

کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کی عظمت و شان کے مقابلہ میں اپنے آپ میں نقص محسوس کرتے۔ اور استغفار کرتے ہیں جس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا کے اور

زیادہ قریب

ہونا چاہتے ہیں کنوآں اگر سو ہاتھ گہرا ہو۔ اور کوئی انسان اس کی تہ تک پہنچنا چاہے۔ تو وہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر ایک وقت سو ہاتھ ہو۔ تو دوسرے وقت جبکہ انسان کنوئیں میں اتر رہا ہو۔ نوے پھر اسی اور پھر ستر ہاتھ رہ جائے گا۔ یہاں تک کہ کچھ بھی فاصلہ باقی نہیں رہے گا۔ کیونکہ سو ہاتھ آخر محدود تعداد ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی صفات غیر محدود ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی جبروت کے مقابلہ میں انسان کسی وقت بھی

استغفار سے بے اعتنائی

نہیں کر سکتا۔ اسی مسجد کا ذکر ہے۔ میں جمعہ کی نماز کے بعد بیٹھا ہی تھا۔ کہ ایک مسافر آگے بڑھا۔ اور اس نے کہا میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو پوچھوں۔ میں نے کہا۔ پوچھیں کہنے لگا کشتی میں انسان کس لئے سوار ہوتا ہے؟ جونہی اس نے یہ سوال کیا۔ معاً میرے ذہن میں یہ بات آگئی۔ کہ یہ شخص ان

نام نہاد صوفیوں کی غلط اصطلاحات

کے چکر میں پھنسا ہوا ہے۔ جنہوں نے یہ ڈھکوسلہ بنا رکھا ہے کہ ایک شریعت ہوتی ہے۔ اور ایک طریقت۔ جب تک انسان

دائرۂ شریعت

میں رہتا ہے۔ اس وقت تک تو اسے عبادت کی ضرورت رہتی ہے مگر جب وہ طریقت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اسے کسی عبادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ اگر میں اسے یہ کہونگا کہ کشتی میں بیٹھنے سے انسان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ کنارے تک پہنچ جائے۔ تو یہ شخص فوراً کہدے گا۔ کہ نماز روزہ اسی لئے ہیں۔ کہ انسان خدا تک پہنچ سکے۔ جب خدا مل گیا تو پھر

نماز روزے کی ضرورت

کیا ہے۔ کیا منزل مقصود پر پہنچ کر بھی کوئی شخص کشتی میں بیٹھا رہتا ہے۔ یا دوست کے گھر پہنچ کر بھی سواری کو نہیں چھوڑتا۔ پس اس کے سوال کرتے ہی یہ تمام باتیں مجھ پر کھل گئیں۔ اور میں نے اسے صرف یہ جواب دینے کی بجائے کہ کشتی میں انسان اس لئے سوار ہوتا ہے۔ کہ وہ کنارے پر پہنچے۔ یہ جواب دیا۔ کہ کشتی میں سوار ہونے کی

اصل غرض

کنارے پر پہنچنا ہے۔ پس اگر دریا سے پار ہونا ہے۔ تو جب کنارا آئے۔ اتر جائے۔ لیکن اگر وہ

بے کنار سمندر

ہے۔ تو پھر جہاں اترا ڈوبا۔

پس اللہ تعالیٰ ہمارا ایک ایسا مقصود ہے۔ جس کا قرب کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اس کی ذات کو مدنظر رکھتے ہوئے استغفار کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ہر روحانی انسان ایک طرح کامل ہے۔ اور ایک طرح ناقص۔ جب ہم یہ دیکھیں گے۔ کہ کسی انسان نے اپنی پوری قوتوں سے

اللہ تعالیٰ کا قرب

جتنا وہ حاصل کر سکتا تھا۔ حاصل کر لیا۔ اور پورے زور سے اپنے دائرہ کے اندر جس مقام پر وہ پہنچ سکتا تھا پہنچ گیا۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ وہ کامل ہے۔ گو

مدارج کے لحاظ سے فرق

ہو جائے گا۔ اور گو اللہ تعالیٰ کی ذات کی نسبت سے یہ شخص بھی استغفار سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے جس قدر بھی انبیاء آئے۔ ان میں سے ہم کسی کو بھی ناقص نہیں کہتے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام ناقص تھے۔ وہ بھی کامل تھے۔ اور اپنی

طاقت کے لحاظ سے

جس قدر کام کر سکتے تھے۔ اور جتنا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے تھے۔ وہ انہوں نے حاصل کر لیا۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی کامل تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی طاقتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ اور اس لحاظ سے مدارج میں فرق ہو گیا۔ ورنہ حضرت موسےٰؑ حضرت عیسےٰؑ اور باقی

تمام انبیاء علیہم السلام کامل تھے

اور باوجود اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سب انبیاء سے بڑھ کر

ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ باقی انبیاء ناقص ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں۔ ہاں کامل سب نبی ہیں۔ اسی رنگ میں صدیق شہید اور صالحین کا مقام ہوتا ہے۔ یہ تمام اپنے اپنے دائرہ میں ایک

نقطۂ کمال

تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور اگر کوشش کریں۔ تو دوسرا مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک دوسری جماعت کے طالب علم سے جب پوچھا جاتا ہے۔ کہ ۱۰+۱۵+۱۶ کتنے ہوتے ہیں۔ اگر وہ اکتالیس کہدے۔ تو اسے انعام دیا جاتا ہے۔ لیکن انٹرنس میں پڑھنے والا لڑکا اس سے بہت زیادہ باتیں حساب کی بتاتا۔ مگر فیل ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ دوسری جماعت کے لڑکے کا

مقام کمال

اور ہے۔ اور دسویں جماعت کے لڑکے کا مقام کمال اور۔ دوسری جماعت والا دسویں جماعت کے فیل شدہ لڑکے کے مقابلہ میں جاہل ہے۔ مگر اپنی جماعت کے دوسرے ساتھیوں کے مقابلہ میں اگر زیادہ ہوشیار ہو۔ تو کامل ہے۔ اور جب وہ سوال حل کر لیتا ہے تو ہم اسے فسٹ کہتے ہیں۔ بلکہ

انعام کا مستحق

قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب ہم اسے فسٹ کہتے ہیں۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے مقام کے دوسرے لڑکوں کے مقابلہ میں کامل ہے۔ یہی حالت روحانیات کے مقام میں انبیاء سے نچلے درجہ کے لوگوں کی ہوتی ہے۔ جس طبقہ میں وہ ہوتے ہیں اس میں تو وہ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن

اگلے طبقہ کے لحاظ سے ناقص

ہوتے ہیں۔ اور جب تک وہ مزید تبدیلی پیدا نہ کریں۔ اور ایک جماعت سے دوسری جماعت میں ترقی نہ کریں۔ اس وقت تک دوسرا کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر

جماعت کی ترقی

کس طرح ہوا کرتی ہے؟ کبھی تم نہیں دیکھو گے۔ کہ دوسری جماعت میں پڑھتے پڑھتے ہی ایک لڑکے کو انٹرنس کی لیاقت حاصل ہو جائے۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ دوسری سے ترقی کر کے تیسری میں جائے۔ اور تیسری سے چوتھی میں۔ یہاں تک کہ دسویں جماعت تک پہنچ جائے۔ لیکن اگر وہ اس طرح نہ کرے۔ اور دوسری ہی جماعت میں دس سال بیٹھا رہے۔ تو اسے

انٹرنس کی لیاقت

حاصل نہ ہوگی۔ پس ترقی ہمیشہ قدم آگے بڑھانے سے ہوتی ہے نہ کہ ایک مقام پر ٹھہرے رہنے سے۔

میں سمجھتا ہوں۔ ہماری جماعت کے بعض احباب بھی اپنی روحانی ترقی میں بجائے قدموں سے اندازہ کرنے کے

سالوں سے اندازہ

کرتے ہیں۔ وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ ہمیں دس یا بیس سال گذر گئے مگر ہمیں مزید روحانی ترقی حاصل نہیں ہوئی۔ حالانکہ اصل سوال یہ نہیں۔ کہ کتنے سال ہو گئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے سال یا چھ مہینے میں کسقدر

روحانی ترقی کے لئے جدوجہد

کی۔ اگر وہ اس رنگ میں اپنی روحانی ترقی کا اندازہ کرتے رہیں تو انہیں ایک کمال کے بعد دوسرا کمال حاصل ہوتا چلا جائیگا۔ اور اگر نہیں کریں گے۔ تو خواہ کتنے سال گذر جائیں۔ وہ

ایک ہی مقام پر

کھڑے رہیں گے۔

اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ تحریک کی تھی کہ دوست

سالکین میں نام

لکھوائیں۔ جس سے میرا یہ مقصد تھا۔ کہ جماعت میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جنہیں روحانیت میں ترقی کرنے کی فکر ہو۔ ورنہ یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ میں کوئی

خاص گُر یا وظیفہ

بتادوں گا۔ جس کے ماتحت وہ ایک دم

روحانی مدارج

طے کرلیں گے۔ بلکہ جماعت میں یہ احساس پیدا کرانا مدنظر تھا۔ کہ وہ ترقی کرے۔ اور ترقی بھی طبعی طریق کے ماتحت ہو۔ مثلاً طبعی طریق یہ ہے۔ کہ

ایک قدم کے بعد دوسرا قدم

اٹھایا جائے۔ اور علم میں طبعی ترقی اس طرح ہوتی ہے کہ ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب پڑھی جائے۔ اس طرح اگر کوئی شخص اپنی

روحانی اصلاح

کرتا۔ اور اس طبعی طریق کو مدنظر رکھتا ہے۔ پہلے ایک نقص کو دور کرتا۔ اور جب وہ دور ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا

نقص مٹانے کی کوشش

کرتا ہے۔ اور تدریجاً روحانی مقامات کو طے کرتا چلا جاتا ہے۔ تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص بجائے قدم بقدم چلنے کے

سالہا سال ایک ہی مقام پر

ٹھہرا رہے۔ اور خیال کرے کہ کوئی شخص اسے اٹھا کر معراج کمال تک پہنچا دے گا۔ تو یہ نہیں ہو سکتا۔

بس میرے یہ کہنے کا کہ سالکین میں اپنے نام لکھائے جائیں۔ یہ مطلب تھا۔ کہ احباب اپنے نقائص کا پتہ لگائیں اور ان کی اصلاح کریں۔ اور

نقائص معلوم کرنیکے دو طریق

ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ اپنے نفس کا محاسبہ کیا جائے۔ اور دیکھا جائے کہ میرے اندر کیا کیا نقائص ہیں۔ دوسرے اس امر پر غور کیا جائے کہ غیر اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ پھر غیروں میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک منصف مزاج دوسرے غیر منصف غیر منصف انسان بہت جھوٹ بولتا ہے مگر کبھی اس کی بات میں بھی سچائی ہوتی ہے۔ اور منصف مزاج انسان کی بات سے تو بہت کچھ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ باقی اگر صرف

اپنی ذات کا محاسبہ

آپ کیا جائے۔ تو اس میں بہت سے انسان غلطی کھا جاتے ہیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ایک لطیفہ مشہور ہے۔ انہوں نے ایک بوڑھے آدمی کے متعلق جس پر انہیں بہت حسن ظن تھا سنا کہ وہ گالیاں دیتا اور سخت بدزبانی کرتا ہے۔ آپ نے اسے بلایا۔ اور فرمایا۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا ہے۔ کہ آپ کو

سخت کلامی کی عادت

ہے۔ اگر یہ نقص ہو تو اسے دور کرنا چاہیئے۔ وہ بے ساختہ ایک نہایت ہی گندی گالی دے کر کہنے لگا۔ کون خبیث کہتا ہے کہ میں گالیاں دیتا ہوں۔ حضرت خلیفہ اول فرمانے لگے۔ مجھے معلوم ہو گیا۔ یہ شکایت کرنے والے کی غلطی تھی۔ آپ کو گالیاں دینے کی عادت نہیں۔ تو انسان اپنے متعلق چونکہ بعض دفعہ صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر کوئی غیر کسی نقص پر اطلاع دے۔ تو بجائے اس سے لڑنے کے انسان کو چاہیئے کہ وہ غور کرے۔ اور سوچے کہ آیا مجھ میں یہ نقص پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ ہر بات پر اس طرح غور کرنے کا عادی ہو جائے گا۔ تو اپنی اصلاح میں ایک دن ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ دشمن کے مونہہ سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں۔ جو درحقیقت میں درست ہوتی ہیں اور میں تو ملموثا دشمنوں کی باتوں سے ہی اپنے

سلسلہ کی ترقی کا اندازہ

لگایا کرتا ہوں۔ پس بہترین طریق یہ ہے۔ کہ اپنے خلاف اگر کسی سے کوئی بات سنی جائے۔ تو انسان رنج نہ کرے بلکہ سن لے اور اس پر غور کرے۔ اگر غور کرنے کے بعد اسے معلوم ہو۔ کہ یہ نقص مجھ میں نہیں پایا جاتا تو غور کرنے سے اس کا کیا نقصان ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ تم جھوٹ بولا کرتے ہو۔ تو غور کیا جائے۔ کہ واقعہ میں جھوٹ بولا کرتا ہوں یا نہیں۔ اگر جھوٹ بولنے کی عادت نہیں۔ تو اسے خوشی ہو گی۔ کہ مجھ پر

غلط اتہام

لگایا گیا۔ اور اگر یہ بات صحیح ہو گی تو غور کرنے پر اسے اپنی

اصلاح کا موقع

میسر آ جائے گا۔ اور وہ سمجھے گا کہ جھوٹ کی بعض شقیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جنہیں گو میں غلطی سے جھوٹ نہیں سمجھتا۔ مگر لوگ انہیں جھوٹ سمجھتے ہیں۔ پس کسی کی بات پر برا نہ منایا جائے۔ بلکہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے۔ ہاں بعض جگہ برا منانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً طالب علم جب استاد کو کسی نقص کی طرف توجہ دلائے۔ تو اس لحاظ سے کہ

ادب اور نظام کا تقاضا

ہے۔ کہ شاگرد بے باک نہ ہو۔ استاد کا فرض ہے کہ وہ اسے ڈانٹے۔ لیکن گھر میں آ کر اس کی بات پر غور بھی کرے۔ اور سوچے کہ آیا یہ نقص مجھ میں پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اور اگر پایا جاتا ہو۔ تو اصلاح کرے۔ گویا

دونوں فرائض

کو ادا کرے۔ ایک فرض کے مطابق وہ طالب علم کو ڈانٹ دے۔ اور دوسرے کے مطابق سوچ لے۔ کہ شاید طالب علم کی بات میں سچائی پائی جاتی ہو۔ لیکن یہ ضروری بات ہے کہ جب کسی کو اس کے عیب سے اطلاع دی جائے۔ تو اس میں اس کی تحقیر مدنظر نہ ہو۔ اور نہ اسے

لوگوں میں بدنام

کیا جائے بلکہ علیحدگی میں اسے سمجھایا جائے۔ اور اگر علیحدگی میں سمجھانے پر بھی وہ برا مانے۔ تو پھر اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اوقات آپ کی رائے غلط ہو۔ آپ ایک شخص میں کوئی عیب سمجھتے ہوں حالانکہ حقیقت میں وہ عیب اس میں موجود نہ ہو۔ مگر چونکہ آپ جو کچھ دوسرے سے کہیں گے خیر خواہی اور نیک نیتی سے کہیں گے فتنہ انگیزی آپ کا مقصد نہیں ہو گا۔ اس لئے آپ کو بھی ثواب ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرا شخص آپ کی بات سن لے گا تو اس کے لئے بھی مفید ہو گا کیونکہ اگر نقص ہو گا تو اصلاح کرے گا اور اگر نہیں ہو گا۔ تب بھی اس خیال سے استغفار کرے گا۔ کہ شاید مجھے کسی اور قصور کی بنا پر یہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہہ

ہوئی ہے۔

یہ طریق ہے۔ جس کے ماتحت سالکین کو کام کرنا چاہیئے۔ اول اپنے نفس کا آپ محاسبہ کریں اور پھر دوسروں کی رائے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ مگر اس بارے میں یہ امر یاد رکھنا بھی ضروری ہے۔ کہ کسی انسان کے عام حالات دیکھ کر نیک نیتی سے جو رائے پیدا ہو جائے وہ بیان کرنی چاہیئے۔

تجسس اسلام میں سخت منع ہے

جو نقص آپ ہی آپ سامنے آ جائے۔ اس کے متعلق محبت اور پیار سے دوسرے کو سمجھایا جائے اور کہدیا جائے۔ کہ مجھے آپ میں یہ نقص نظر آیا ہے۔ ممکن ہے اس میں میری غلطی ہو۔ مگر چونکہ میرا

اخلاقی فرض

تھا۔ کہ آپ کو بتا دیتا۔ اس لئے آپ تک میں یہ اطلاع پہنچاتا ہوں بدنیتی سے نہیں۔ بلکہ نیک نیتی اور اخلاص سے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔

ہر انسان میں کمزوریاں

ہوتی ہیں۔ اور اپنے متعلق بھی مجھے یقین ہے۔ کہ مجھ میں بیسیوں قسم کی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ اور میں انہیں دور کرنے کی کوشش بھی کرتا ہوں۔ لیکن آپ کے متعلق میرے دل میں یہ احساس ہے کہ آپ میں فلاں نقص ہے۔ ممکن ہے یہ غلط ہو۔ لیکن اگر اس میں کسی حد تک صحت پائی جاتی ہو۔ تو مجھے توقع ہے کہ آپ اسے دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے دیکھا ہے بیسیوں آدمی مبالغہ کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ جب بھی بات کرتے ہیں۔ اصل واقعہ سے بہت بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ لیکن آج کل چونکہ یہ رواج ہو چکا ہے کہ جب کوئی شخص بات کہے تو اسے خاموشی سے سن لیا جائے۔ اس لئے کوئی انہیں نہیں روکتا۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ فلاں اپنی

باتوں میں مبالغہ کرنیکا عادی ہے

اور اگر کبھی کوئی شخص ہمت کر کے اسے کہدے کہ یہ بات یوں نہیں بلکہ یوں ہوئی تھی۔ ممکن ہے اس میں میری غلطی ہو۔ لیکن مجھ پر اثر یہی ہے۔ کہ آپ بات کرتے وقت بہت مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ تو کئی لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ مبالغہ

جھوٹ کا پہلا قدم

ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عیب بھی دور کرنے کے لائق ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے دوسرے کا عیب اس رنگ میں بیان کیا جائے۔ کہ اسے محسوس ہو کہ میری تذلیل نہیں کی جا رہی۔ بلکہ خیر خواہی سے مجھے ایک بات کہی جا رہی ہے۔ اور اس عیب کا بیان کرنا خود اس کے لئے شرمندگی کا باعث ہو رہا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ میں عیب بیان کر کے

اپنے آپ کو دکھ

پہنچا رہا ہوں۔ ایسی حالت میں اگر دوسرا شخص برا بھی منائے تو نصیحت کرنے والا خدا تعالیٰ کے حضور گنہگار نہیں ہو گا۔ ؏

اسلام اور ویدک دھرم کا مقابلہ

صداقتِ اسلام کا ایک بہت بڑا نشان

(ایک نو مسلم کے قلم سے)

جب آریہ صاحبان ویدک دھرم کی حمایت میں نیا جوش اور نیا ولولہ لے کر کھڑے ہوئے۔ تو انہوں نے جہاں اپنے دھرم کی بالکل شکل ہی بدل دی۔ اور تمام پرانی روایات اور اعتقادات کو ترک کر دیا۔ وہاں دوسرے مذاہب خصوصاً اسلام پر بے تحاشا حملے کرنے لگ گئے۔ اور درشت کلامی میں انتہا تک پہنچ گئے۔ اس وقت اسلام کی حفاظت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہو چکے تھے۔ آپ نے منقولی ومعقولی رنگ میں نہ صرف آریوں کے حملوں کا اندفاع کیا۔ بلکہ ان کے پیش کردہ ویدک دھرم پر ایسے زور دار اعتراضات کئے۔ اور اس وضاحت کے ساتھ اس کے نقائص پیش فرمائے کہ آریوں میں کھلبلی مچ گئی۔ چونکہ وہ ویدک دھرم کی صداقت کے دلائل پیش کرنے سے عاجز ہو گئے۔ اس لئے بدزبانی اور بدگوئی میں اور بھی بڑھ گئے۔

آریوں کو دعوتِ مباہلہ

آریوں کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ویدک دھرم اور اسلام کی صداقت معلوم کرنے کے لئے ایک خاص طریق پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے آریوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"مگر پھر بھی باز نہ آئیں۔ تو آخرالحیل مباہلہ ہے۔ جس کی طرح ہم پہلے کہہ آئے ہیں۔ مباہلہ کے لئے وید خواں ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور نامور آریہ ضرور ہے۔ جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے۔ سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر کوئی دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں۔ مخاطب کئے جاتے ہیں" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۰)

چیلنج کی منظوری

ظاہر ہے۔ کہ اس چیلنج کے اولین مخاطب لالہ مرلیدھر صاحب اور لالہ جیونداس صاحب تھے۔ جو اس وقت آریوں کے لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ مگر وہ خاموش رہے۔ اور ایک شخص جس کا نام لیکھرام تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا چیلنج منظور کرتے ہوئے لکھا۔

"چونکہ ہمارے مکرم ومعظم ماسٹر مرلیدھر صاحب وجیونداس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں۔ بنا بریں اپنے اوتشاہ اوران کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بردروازہ باید رسانید پر عمل کر کے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہوں۔ اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور کرتا ہوں" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۲)

پھر طول طویل تحریر کے آخر میں لکھا۔

"اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دھرم ہے۔ اس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے۔ معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر۔ اور مخالف کے دل کو ست گیان سے پرکاش کر۔ تاکہ جہالت وتعصب وجور وستم کا ناش ہو۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۵)

اب غور فرمائیے۔ پنڈت لیکھرام ویدک دھرم کا سیوک تھا۔ اور وید کی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا دعویٰ تھا۔ کہ وہ ضرور غالب رہے گا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے خادم اپنے غالب ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ گویا ہر ایک اپنے اپنے مذہب کی صداقت منانے کے لئے میدان میں اترا۔ تقاضا جب دلائل سے اس امر کا فیصلہ نہ ہوا۔ تو مباہلہ جو فیصلہ کا آخری طریق ہے اس کو مدار فیصلہ ٹھہرایا گیا۔ فریقین نے اس طریق فیصلہ کو منظور کیا۔ اور ایک دوسرے کے متعلق پیشگوئیاں شائع کر دیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

حضور نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مشمولہ آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرمایا۔

"واضح ہو۔ کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی۔ کہ اگر وہ خواہشمند ہوں۔ تو ان کی قضاء وقدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا۔ کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے۔

اس کی (لیکھرام کی) نسبت توجہ کی گئی۔ تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے۔ جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے۔ اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی۔ تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں جو اس نے رسول کریم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔"

پھر کرامات الصادقین کے ٹائٹل پیج پر تحریر فرمایا۔

"ومنها ما وعدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عدو الله ورسوله المسمی لیکھرام الفشاوری واخبرنی انه من الھالکین انه کان یسب نبی الله ویتکلم فی شانه کلمات خبیثة فدعوت علیه فبشرنی ربی بموته فی ست سنین ان فی ذالک لایة للطالبین"

یعنی ان باتوں سے جن کا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا۔ اور میری دعا کو قبول فرمایا۔ ایک اللہ اور اس کے رسول کے دشمن مفسد انسان لیکھرام پشاوری کے متعلق بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا۔ اور حضور کی شان میں کلمات خبیثہ بولا کرتا تھا۔ پس میں نے اس کے متعلق بددعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی۔ کہ وہ چھ سال کے اندر مر جائے گا۔ اور اس میں طالبان حق کے لئے نشان ہے

اسی کتاب کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ پر فرمایا۔

وبشرنی ربی وقال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ شخص عید کے دن کے ساتھ کے دن ہلاک ہو جائے گا۔

پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق لکھا۔

"آج مبارک ۵ پھاگن سری اکادشی سمت ۱۹۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہوکر پھر گلہ ہوا۔ تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالےٰ میں جو عرض کرنا چاہا۔ تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گذرا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے نہایت جلال سے فرمایا۔ کہ وہ شخص تو روز اول سے مکار و غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے۔ اور آئندہ زمانہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی ہوں گے میں نے عرض کی۔ کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا تین سال تک سزا دی جائے گی" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۰)

پھر صفحہ ۴۹۸ پر لکھا:-

"آپ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔ خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت وخواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا۔ پھر معدوم محض ہو جائیگا" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۸)

نیز کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱ میں لکھا:-

"ہمارا الہام یہ کہتا ہے۔ کہ تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا"

ناظرین یہ وہ تحریرات ہیں۔ جو طرفین نے ایک دوسرے کے متعلق شائع کیں۔ پنڈت لیکھرام نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ تین سال تک آپ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔ اور حضرت اقدس نے اپنی پیشگوئیوں میں پنڈت لیکھرام کی موت کے متعلق میعاد۔ وقت بلکہ طریق موت بھی بطور پیشگوئی بتادیا۔ جیسا کہ حضور کی ان تحریرات سے ظاہر ہے۔ جو پہلے درج کی جاچکی ہیں۔ اور جن میں ذکر ہے۔ کہ لیکھرام کی موت کی انتہائی حد چھ سال تک ہے۔ اور موت عید کے دوسرے دن واقع ہوگی۔

کونسی پیشگوئی سچی نکلی

آخر تین سال کا عرصہ جو لیکھرام نے مقرر کیا تھا۔ گذر گیا اور اس کی بیان کردہ کوئی ایک بات بھی درست ثابت نہ ہوئی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پیشگوئی شائع کی تھی۔ وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ آپ نے اس پیشگوئی کے متعلق علی رؤس الاشہاد اعلان فرمایا تھا۔ کہ

"اب میں اس پیشگوئی کو شائع کرکے تمام مسلمانوں۔ آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر اس شخص (لیکھرام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا۔ جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ تو سمجھو کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس کی روح سے یہ میرا نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا۔ تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں۔ اور اس بات پر میں راضی ہوں۔ کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے"

(اشتہار مشمولہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳)

لفظ عذاب پر حاشیہ میں لکھا:-

"اب آریوں کو چاہیئے۔ کہ سب ملکر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے"

ممکن ہے کوئی شخص کہے۔ کہ لیکھرام نے میعاد بہت قلیل رکھی تھی۔ اور اس کے مقابل میں حضرت مرزا صاحب نے چھ سال کا عرصہ مقرر کیا۔ مگر یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے میعاد زیادہ رکھنے کے لئے بھی کہہ دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا۔

"میں راضی ہوں۔ کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے۔ وہ میرے لئے دس برس لکھ دے۔ باوجودیکہ وہ تیس برس کا قوی ہیکل اور میری عمر پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اس کے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائے گا۔ کہ کونسی بات انسانی اور کونسی خدا کی طرف سے ہے۔" (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء)

غرض اس پیشگوئی کا عین وقت پر پورا ہونا کوئی کم نشان نہیں تھا۔ یہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا روشن اور بین ثبوت ہے۔ وہاں اسلام اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی سچائی کی درخشندہ دلیل ہے۔ کیونکہ دراصل اس پیشگوئی کی اصل محرک حضرت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ توہین تھی۔ جو لیکھرام نے اپنی زبان وقلم سے کی تھی۔

غرض تقدیر کا نوشتہ پورا ہوا۔ اور پنڈت لیکھرام میعاد مقررہ پر اپنی بدزبانی کی وجہ سے غضب الٰہی کا نشانہ بن کر ویدک دھرم کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت ثابت کر گیا۔

آریوں کے اعتراضات

اب ذیل میں آریوں کے بعض ان اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔ جو ان کی طرف سے اس پیشگوئی کی نسبت کئے جاتے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے پنڈت لیکھرام صاحب سے نشان دکھانے کا جو معاہدہ کیا۔ اس میں یہ قرار دیا تھا کہ نشان دیکھنے کے بعد وہ اسلام کو قبول کرلیں۔ مگر پنڈت صاحب مذکور چونکہ قتل کئے گئے۔ اس لئے مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے سازش سے پنڈت لیکھرام صاحب کو قتل کرایا

نامعقول اعتراض

ان دونوں سوالوں کا تفصیل کے ساتھ جواب دینے سے قبل میں معترض کے اعتراضوں کی معقولیت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ اعتراض ایک دوسرے کی ضد اور متعارض ہیں۔ کیونکہ اگر پیشگوئی زندہ رکھ کر نشان دکھلانے کی تھی۔ اور پنڈت لیکھرام کو حضور نے سازش سے قتل کرادیا۔ تو گویا آپ نے اپنی پیشگوئی کی تغلیط کا خود سامان پیدا کیا۔ کیا اس صورت میں کوئی عقلمند مان سکتا ہے کہ حضرت اقدس نے خود لیکھرام کے قتل کی سازش کی۔ پس یا تو یہ غلط ہے۔ کہ پیشگوئی قتل کی نہ تھی۔ یا پھر یہ الزام غلط ہے کہ حضرت اقدس نے سازش سے لیکھرام کو قتل کرایا۔

لیکھرام کی موت کی پیشگوئی

میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں بتا آیا ہوں۔ کہ پیشگوئی لیکھرام کی موت کی تھی۔ اب چند اور حوالجات پیش کرتا ہوں۔

(۱) حضور نے ۲۲ر ستمبر ۱۸۹۳ء کو اپنی کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۸۰ میں تحریر فرمایا "پنڈت لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے"

(۲) اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں اعلان کیا "منشی اندرمن صاحب مراد آبادی اور پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضاء و قدر اور موت فوت کے متعلق بقید تاریخ و وقت ایک پیشگوئی ہوگی"

(۳) اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں یہ الہام بھی درج ہے عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب یہ ایک گوسالہ ہے۔ جس کے لئے بھاں بھاں کی آواز ہے۔ اس کے لئے دکھ اور عذاب مقدر ہے۔ اور گوسالہ کے متعلق سب جانتے ہیں۔ کہ اس کا انجام کیا ہوا۔

(۴) حضرت اقدس نے آئینہ کمالات اسلام میں ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کے اشتہار میں یہ شعر درج فرمایا ہے۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ ۔ بترس از تیغ بران محمد

اور لیکھرام کی پیشگوئی کی طرف اس کی تصویر دیکر اشارہ کیا۔

(۵) لیجئے بقول شخصے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے۔ خود لیکھرام کی اپنی شہادت پیش کرتا ہوں۔ پنڈت لیکھرام کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۳۲ پر لکھتے ہیں "کہ اس (قرآنی خدا) نے جبرائیل بھیج قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا"

(۶) پھر لکھا:- "ناظرین کیا یہ صاف طور پر ہمارے قتل یا زہر وغیرہ کے منصوبے نہیں ہیں" (آریہ گزٹ جلد ۵ نمبر ۱ ۲۸ فروری ۱۸۹۳ء)

(۷) اخبار انیس ہند میرٹھ نے لکھا:-

"ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی وفات کی پیشگوئی کی تھی"

(ضمیمہ انیس ہند ۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء)

(۸) اخبار پنجاب سماچار ۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء نے لکھا

"پیشگوئی کی تھی۔ کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا"

(۹) ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے اپنے بیان میں جو اس نے عدالت میں دیا۔ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی کو تسلیم کیا۔

(۱۰) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشاعت السنہ ۲؎ جلد ۱۸ میں لکھا۔ "ہاں اس قدر مسلم ہے۔ کہ ۶ سال میعاد قتل لیکھرام کے لئے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں ضرور مقرر کی گئی تھی۔

(۱۱) قتل کا دن بتایا گیا تھا۔ کہ وہ عید کے ساتھ کا دن ہوگا جیسا کہ حضور کے اس شعر سے واضح ہے۔

وبشرنی ربی وقال مبشراً

ستعرف یوم العید والعید اقرب

(۱۲) قتل کی تاریخ بتائی گئی تھی۔ جیسا کہ حضرت اقدس کے الہام یقضی امرہ فی ستۃ سے ظاہر ہے۔ کہ چھ تاریخ کو قتل کیا جائے گا۔

سو ایسا ہی ہوا۔ چھ مارچ ۱۸۹۷ء ۶ بجے شام عید کے دوسرے دن شنبہ کو زخمی کیا گیا۔ اور دوسرے دن اتوار کی صبح کے ۶ بجے اس کی جان نکل گئی۔

اللہ اللہ یقضی فی امرہ ستۃ کے الہام نے بھی قدرت الٰہی کا عجیب جلوہ دکھایا۔ کہ لیکھرام چھ سال کے اندر چھ تاریخ کو چھ بجے شام اپنی موت کے ذریعہ اسلام کی صداقت پر شہادت دے گیا۔

سازش کا جھوٹا الزام

دوسرے اعتراض کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ محض یہ کہ دینا کہ سازش سے پنڈت مذکور کو قتل کرایا گیا ہے بے ہودہ بات ہے۔ کیا کوئی اس کی دلیل۔ کوئی ثبوت۔ کوئی قرینہ۔ کچھ بھی آریہ سماج کے پاس موجود ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور ہو بھی کس طرح کیونکہ لیکھرام انسانوں کا مجرم نہیں تھا۔ بلکہ اس نے خدا پر جھوٹ باندھ کر اور اس کے پیارے حبیب کو گالیاں دے کر اپنے اوپر غضب الٰہی کو بھڑکا لیا تھا۔ اس لئے اس کا قاتل انسان نہیں فرشتہ تھا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے برکات الدعا کے ٹائیٹل پیج پر "لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک خبر" کے ہیڈنگ سے ۱۸۹۳ء میں ایک تحریر شائع کی ہے۔ اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ قاتل انسان نہیں ہوگا فرشتہ ہوگا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے۔ صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا۔ کہ ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے۔ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے۔ گویا انسان نہیں ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے۔ اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی۔ اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا۔ کہ اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ "لیکھرام کہاں ہے" اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے؟ تب میں نے اس وقت سمجھا۔ کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزادہی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہیں رہا۔ کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے۔ کہ وہ دوسرا شخص انہی چند آدمیوں سے تھا۔ جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں۔ اور یہ یک شنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔" اس عبارت سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاتل فرشتہ ہوگا۔ جو انسانی شکل میں متمثل ہوگا۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسے کوئی پکڑ نہیں سکے گا۔ کیونکہ فرشتہ انسانی گرفت سے محفوظ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بس یہ کہنا کہ قاتل کوئی انسان تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی سازش سے انہیں قتل کیا۔ بالکل غلط ہے۔ آریہ سماج نے لیکھرام کی موت پر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ اور بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی۔ کہ لیکھرام کے قاتل کا سراغ لگایا جائے۔ یہاں تک کہ حضرت اقدس کے مکان کی تلاشی بھی کرائی۔ اور خفیہ پولیس مدت تک سراغ لگانے میں کوشاں رہی۔ مگر جیسا کہ ثابت کر آیا ہوں۔ چونکہ قاتل انسان نہیں تھا۔ بلکہ فرشتہ تھا۔ جسے کوئی گورنمنٹ نہیں گرفتار کر سکتی۔ لہٰذا گورنمنٹ کی تفتیش سے حضرت اقدس کا دامن سازش کے الزام سے بالکل پاک ثابت ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

سازش کا الزام لگانے والوں سے فیصلہ کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سازش کا الزام لگانے والوں کے سامنے ایک اور طریق فیصلہ بھی رکھا۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا۔

"اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے۔ جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے۔ تو میں ایک نیک اصلاح دیتا ہوں۔ کہ جس سے سارا قصہ فیصلہ ہو جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھائے جس کے الفاظ یہ ہوں۔

'میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم کے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے۔ تو اے قادر خدا۔ ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر۔ جو ہیبتناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔

پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا۔ تو میں مجرم ہوں۔ اور سزا کے لائق جو کہ ایک قاتل کے لائق ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آدمی ہے۔ جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے۔ تو اس طریق کو اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۲۶)

مگر حضور کے اس اعلان پر کسی آریہ کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ہاں ایک شخص گنگا بشن نام اٹھا۔ اور اس نے اپنی طرف سے یہ شرط پیش کی۔ کہ اگر میں نہ مرا اور آپ کو پھانسی دی گئی۔ تو اس کے بعد لاش ہمارے حوالے کی جائے گی۔ ہم جو چاہینگے اسے کریں گے۔ چاہے کتوں سے پھڑوائیں یا کچھ اور کریں۔ اور اگر لاش ہمیں نہ دی گئی۔ تو اس کے عوض میں ابھی سے دس ہزار روپیہ بطور تاوان کے جمع کرایا جائے۔ جو بروقت نہ دئے جانے لاش کے لینے کے ہم حقدار ہونگے۔

حضرت اقدس نے اس شرط کو بھی منظور فرما لیا۔ اور لکھا کہ جھوٹے کی یہی سزا ہونی چاہیئے۔ بے شک اس کی لاش کو کتوں سے پھڑوایا جائے۔ اور اس کی بے حرمتی کی جائے۔ مگر ہماری طرف سے بھی یہی شرط ہے۔ ہم تمہاری لاش کو کتوں سے نہیں پھڑوائیں گے۔ نہ اس کی بے حرمتی کریں گے۔ بلکہ ایسے مصالحہ لگا کر کہ جس سے وہ محفوظ رہ سکے۔ بطور نشان کے عجائب گھر لاہور یا کسی اور جگہ رکھیں گے۔

مگر اس کے بعد اس نے مقابلہ پر آنے سے انکار کر دیا۔ ناظرین غور فرمائیں۔ ویدک دھرم کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت کا یہ عظیم الشان نشان ہے۔ خاکسار۔ خادم سلسلہ۔ شیخ عبدالقادر (سابق سوداگرمل)

زلزلۂ بہار کے ہوش ربا حالات

ایک عینی شاہد کا لرزہ خیز بیان

مندرجہ بالا عنوانوں کے ساتھ اخبار الامان ۲۷ فروری لکھتا ہے:۔

بہار کے زلزلہ کے متعلق یوں تو کئی عینی شاہدوں کے بیانات اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ مگر ذیل میں ایک مغربی "تعلیم یافتہ" نے جو خدا کی ہستی کے بھی قائل نہ تھے۔ زلزلہ کے جو ہوش ربا حالات ارسال کئے ہیں وہ درج کر کے بتایا جاتا ہے کہ کس طرح خداوند کریم منکروں سے بھی اپنی قدرت کاملہ اور ہستی کا اعتراف کرا لیتا ہے۔ یہ "مغرب زدہ" شخص جن کا نام ہم لکھنا نہیں چاہتے ایک بیرسٹر ہیں اور لکھتے ہیں کہ:۔

مجھے خدا کی ہستی کا ثبوت ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو ملا۔ اس دن میں لہریا سرائے میں تھا۔ جو دربھنگہ کا ایک حصہ ہے۔ تقریباً سوا دو بجے دن میں یکایک زلزلہ آیا۔ میں ایک اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر چو تانند دت کے ساتھ پھوس کی ایک جھونپڑی میں بیٹھا ہوا "ٹائمز آف انڈیا" کا سالانہ نمبر دیکھ رہا تھا۔ جب یکایک میری میز ہلنے لگی۔ میں اپنی چوکی سے فوراً گر پڑا۔ اور دت جی بھی اپنی کرسی چھوڑ کر میرے ساتھ ہی باہر بھاگے۔ اتنے میں زلزلہ کی شدت بہت بڑھ گئی اور چاروں طرف بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ عظیم الشان عمارت سے سب ملازم گھبرا کر بھاگے زلزلہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے بچہ اپنی ہتھیلی پر گیند کو اچھالتا ہے۔ اسی طرح زمین ناچنے لگی۔ دو چار اینٹوں کا کھسک کر گرنا تو صاف دکھائی دیا۔ لیکن اس کے بعد تمام فضا گرد و غبار میں غائب ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک لمحہ میں دیواریں اور ٹرا اور دھم سے گرنے لگیں۔ جب زمین ہچکولے کھانے لگی تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے سمندری طوفان میں جہاز ڈگمگایا کرتا ہے۔ آدمی کے لئے کھڑا رہنا ناممکن ہو گیا۔ پاؤں کے ڈگمگانے سے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ گھبرا کر سب لوگ بیٹھ گئے۔ لیکن زمین پر ہاتھ رکھے بغیر بیٹھنا بھی دشوار تھا۔

بیٹھنے کے بعد ایک دوسری آفت نازل ہوئی۔ زمین بیٹھنے لگی اور لوگ اس میں سمانے لگے۔ اور سب لوگ یا خدا یا خدا پکارنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین نیچے کو دھنس رہی ہے۔ یہ ہولناک منظر آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ زبان سے رام رام۔ خدا خدا نکل رہا تھا۔ آواز جو سنائی دے رہی تھی وہ ایسی تھی کہ گویا سینکڑوں ہوائی جہاز ایک ساتھ اڑتے آ رہے ہیں۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکلی جا رہی تھی۔ ٹھیک قیامت کا منظر تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس وقت آنکھوں کے آگے چنگاریاں اڑتی نظر آ رہی تھیں۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ بھوک پیاس سب ماری گئی تھی۔ یہاں تک کہ ایک وقت تو خدا خدا کہنا بھی دشوار ہو گیا۔ کوئی انسانی طاقت اس خوفناک منظر کا خاکہ نہیں اتار سکتی۔ اس وقت نہ مستقبل کا فکر تھا اور نہ زندگی کی امید۔ اگر کچھ تھا تو صرف خدا کا بھروسہ تھا۔ اس وقت ان لوگوں کے منہ سے بھی خدا خدا نکل رہا تھا۔ جنہوں نے خواب میں بھی کبھی اس کا نام نہیں لیا۔ اسی وقت یہ معلوم ہوا۔ کہ خدا اگر قہار ہے تو وہ حفاظت کرنے والا بھی ہے۔ خدا نے ایک سیکنڈ ہی میں اپنی قدرت کا اظہار کر دیا۔ اور سخت سے سخت کافر بھی اس وقت دیندار بن گیا۔ تھوڑی دیر میں زمین سے پانی کے چشمے نکل پڑے۔ اب قیامت آنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی تھی۔ ان کے اندر سے بڑی تیزی کے ساتھ بالو ریت اور پانی نکلنے لگا۔ پھاٹک کے سامنے والی سڑک پر لوگ گرتے پڑتے ڈگمگاتے اندھا دھند بھاگ رہے تھے۔ خدا کے فضل سے دس منٹ کے بعد زلزلہ نرم پڑا لیکن پانی کے چشمے شام تک میلا پانی ابلتے رہے۔ پستک بھنڈار کے دفتری خانہ میں ایسا چشمہ پھوٹا کہ سب کاغذ اور کتابیں تتر بتر ہو گئیں۔ اب ہر طرف سے خوفناک خبریں آنے لگیں۔ کوئی آ کر کہتا کہ عدالت دیوانی کی دو منزلہ عمارت چکنا چور ہو گئی۔ بہت سے لوگ دب گئے۔ کسی نے آ کر کہا کہ ہسپتال گرنے سے پچاسوں مریض دب گئے۔ ایک نے کہا بازار کی سڑک پھٹنے سے یکے گھوڑے اس میں دھنس گئے غرضیکہ اس قسم کی خطرناک خبروں کا تانتا بندھ گیا۔ شام تک ان ہولناک خبروں کا تار نہ ٹوٹا۔ لوگوں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ مال کی کسی کو فکر نہ تھی۔ دو تین دن تک میں باہر گھومنے نہ گیا۔ ایک جگہ اداس بیٹھ کر خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرتے رہے۔ رات آنکھوں میں کٹتی تھی۔ اور دن پریشانی میں گذرتا۔ جب لوگ آ کر کہتے تھے۔ کہ دربھنگہ اور لہریا سرائے میں چار ہزار آدمی ہلاک ہوئے ہیں تو روح کانپ اٹھتی تھی۔ چار دن تک برابر عورتوں اور بچوں کی آہ و زاری سنتے رہے۔ پہلی اور دوسری (پیر و منگل) راتیں بڑی خوفناک تھیں۔ مسلمان بھائی رات بھر اللہ اکبر پکارتے تھے۔ جنہوں نے دربھنگہ اور لہریا سرائے کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ۹۹ فیصدی مکان منہدم ہو گئے ہیں۔ اور آدمیوں کا تو کوئی پتہ نہیں ہے۔ دو چار دن کے بعد دیہاتی لوگوں نے بھی آمد و رفت شروع کی۔ اور وہ عجیب عجیب خبریں سنانے لگے۔ کہیں زمین پھٹ کر دھواں نکلا۔ کہیں سینکڑوں بیگھہ کھیت ریت بن گئے۔ ایک نے کہا کہ کھونٹے سے بندھے ہوئے دو بیل زمین کے اندر سما گئے۔ ایک آدمی پانی نکلتے ہوئے دراز میں پاؤں ڈال کر دل بہلا رہا تھا۔ اول تو نیچے سے پانی کا جھٹکا لگا اور پھر گھٹنے تک پاؤں دبا تا چلا گیا۔ اور اس کو نیچے کھینچ لیا۔ اوپر بالو کی کیچڑ نکل آئی۔ ریل کی لائن سمستی پور سے دربھنگہ تک بند ہو گئی تھی۔ راستہ میں تمام سڑکیں پھٹی ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں تو اس قدر چوڑے شگاف تھے۔ کہ ان میں آدمی کمر اور چھاتی تک سما جاتا تھا سڑکوں کے دونوں طرف جس قدر گاؤں ملے۔ سب کے سب شکستہ مکان نظر آئے۔ چاروں طرف پانی اور بالو ریت کا سیلاب دکھائی دیتا تھا۔ جہاں جہاں پل آئے یکہ سے اترنا پڑا۔ لوہے کے بڑے بڑے پل کمان کی طرح جھک گئے تھے، ایک ندی کے پل کے ستون سطح پانی تک دھس گئے تھے۔ کتنے ہی کنوئیں ایسے دیکھے۔ کہ زمین میں سما گئے تھے۔

پتہ مطلوب ہے

ایک دوست از قوم ارائیں علاقہ منٹگمری کے قادیان میں آئے تھے۔ اور انہوں نے مجھ سے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے درخواست کی تھی۔ مگر دفتر امور عامہ میں اپنا پتہ نہیں لکھوا گئے۔ اب مجھے ان کی لڑکی کے لئے ایک رشتہ معلوم ہوا ہے۔ اگر وہ صاحب میرا یہ اعلان دیکھیں۔ تو فوراً نام اور پتہ سے امور عامہ میں اطلاع بھجوا دیں۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

جلسہ ہائے جماعت احمدیہ کے متعلق

ایک ضروری اعلان

کارکنان تبلیغ پیشتر اس کے کہ وہ کسی مقامی جلسہ کا کوئی انتظام کریں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل دو اہم باتوں کو ملحوظ رکھیں۔

اول۔ نظارت دعوت و تبلیغ کو ابھی سے اطلاع دیں۔ کہ کس ماہ اور تاریخ میں وہ اپنے جلسہ کا انعقاد کرنا چاہتے ہیں۔

دوم۔ جلسہ کو اہمیت دینے کے لئے ضروری وسائل اختیار کریں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ نزدیک کی جماعتوں کو اس میں شریک کریں۔

لہذا مجھے ابھی سے مجوزہ تاریخوں کے متعلق اطلاع آ جانی چاہیئے۔ تا میں مبلغین مہیا کرنے کے لئے ابھی سے پروگرام بہت تجویز کر سکوں۔ تا وقتیکہ تمام جماعتیں مجھے اطلاع نہیں دیتیں۔ کہ وہ جلسہ کرنا چاہتی ہیں۔ یا نہیں کرنا چاہتیں۔ میں پروگرام نقل و حرکت مرکزی مبلغین کو ملتوی رکھوں گا۔ اس لئے کارکنان اس اعلان پر ایک مقامی اجلاس کر کے جلدی فیصلہ کریں۔ اور مجھے اطلاع دیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شولاپور سے ۲۳ فروری کی اطلاع ہے کہ تخفیف اجرت کی وجہ سے وہاں کے سات کارخانوں میں انیس ہزار مزدوروں میں سے سترہ ہزار نے ہڑتال کر دی ہے۔ صرف دو کارخانوں میں کام ہو رہا ہے۔ باقی سب بند ہو چکے ہیں۔

مدراس سے ۲۵ فروری کی خبر ہے۔ کہ دریائے بینار کے کنارے آگ کی وجہ سے تین سو جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ جس سے ایک ہزار اشخاص بے خانماں ہو گئے ہیں۔ لوگ کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ اس لئے آگ پر قابو نہ پایا جا سکا۔

ماسکو سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ایک دعوت کے موقعہ پر جبکہ تمام ارکان حکومت کے موجود تھے۔ وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ گذشتہ ایام میں تازہ واقعات نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ بعض ممالک کی نگاہوں میں معاہدات کی کوئی حقیقت نہیں۔ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے۔ اس سے ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ ہمیں اپنے معاہدوں اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے تیار رہنا ضروری ہے۔ جاپانی مدبرین کے ان الفاظ کو کہ غیر ممالک پر حملہ کرنے کے لئے اعلان جنگ ضروری نہیں۔ ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور ہم ہر غیر متوقع واقعہ کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ اور حملہ کی صورت میں ہمارا واحد مقصد دشمن کی کامل ہلاکت ہوگا۔

مہاراجہ صاحب کشمیر نے فرنچائز رپورٹ کی سفارشات کو منظور کرتے ہوئے اس میں بعض ترمیمات بھی کی ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کی تعداد کم از کم پانچ کی بجائے کم از کم سات کر دی ہے۔ زمین کے ساٹھ سو روپے کی جائداد رکھنے والوں اور ہاؤس بوٹوں کے مالکوں کو بھی حق رائے دہی دیا گیا ہے۔

بلیا (بنگال) سے معاصر اتحاد پٹنہ کی اطلاع کے مطابق ۲۳ فروری کی خبر ہے۔ کہ کل سہ پہر کو مشرقی مواضع میں اس زور کا طوفان باد آیا۔ کہ لوگوں کی آنکھوں میں قیامت کا نقشہ پھر گیا۔ مکانات۔ مویشی اور دیگر اشیاء فضا میں پرواز کرتے نظر آئیں۔ مکانوں۔ درختوں اور مویشیوں کا نام ونشان نہیں ملتا۔ طوفان نے سب چیزوں کو کہیں سے کہیں جا پھینکا ہے۔

ٹینا گانگ سے ۲۵ فروری کی خبر ہے۔ کہ پولیس اور فوج نے ایک گاؤں کا محاصرہ کر کے تیرہ انقلاب پسندوں کو گرفتار کیا ہے۔ جن میں سے چار مفرور ہیں۔ ماخوذین کے قبضہ سے پستول اور خنجر برآمد ہوئے ہیں۔

جمرود میں ۲۴ فروری کو آفریدی جرگہ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے گورنر سرحد نے کہا کہ حکومت قبائلی علاقہ بالخصوص تیراہ پر جسے آفریدی قلعہ کہنا چاہیئے۔ اس وقت تک حملہ آور ہونے کا ارادہ نہیں رکھتی جب تک کہ قبائل پر امن رہیں۔ آپ نے یہ بھی یقین دلایا۔ کہ سیاسیات افغانستان میں حکومت سختی سے غیر جانبدار رہنے کی پالیسی پر عمل کرے گی۔

امریکن کانگرس میں واشنگٹن سے ۲۵ فروری کی اطلاع کے مطابق ایک بل اس مطلب کا پیش کیا گیا ہے۔ کہ جن ممالک نے امریکہ کو یا امریکن شہریوں کو اپنا قرضہ ادا نہیں کیا۔ ان کو امریکہ آنے کے لئے پاسپورٹ نہ دیا جائے۔

سی پی گورنمنٹ نے اقتصادی بدحالی کے پیش نظر آج سے دو سال پہلے میونسپلٹیوں کے امدادی روپیہ میں ۱۰ فیصدی کی تخفیف کر دی تھی۔ ناگپور سے ۲۴ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ اب اس میں سے ۵ فیصدی امداد بحال کر دی جائے گی۔

پٹنہ سے ۲۵ فروری کی اطلاع ہے کہ سرکاری حلقوں میں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ پٹنہ ہائیکورٹ کے دفاتر اور ججان کی عدالتوں کو کونسل چیمبر میں منتقل کئے جانے کی خبر میں کوئی صداقت نہیں۔

انگورا کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وزیر اقتصادیات نے تمام صوبوں کے گورنروں کے نام ایک طویل سرکلر جاری کیا ہے۔ جس میں انہیں حکم دیا ہے۔ کہ سرکلر میں لکھے ہوئے اصول پر سود خواروں پر سختی کریں۔ اور انہیں سود خواری سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ نیز یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وزارت اقتصادیات عنقریب ایک محکمہ قائم کرنے والی ہے۔ جس کا کام یہی ہوگا۔ کہ ملک کو سود خواری سے پاک کرے۔

آسٹریا اور جرمنی کی سرحد پر جنگ کی افواہوں کی اگرچہ سرکاری طور پر تصدیق نہیں ہو سکی۔ مگر برلن سے ۲۵ فروری کی اطلاع ہے کہ عام لوگوں کا یہی خیال ہے کہ جنگ شروع ہو گئی ہے۔

جنیوا سے ۲۴ فروری کی اطلاع ہے کہ لیگ اقوام کے اقتصادی اصلاحات ڈیپارٹمنٹ نے دنیا کی تجارتی حالت کے متعلق بعض اعداد وشمار مرتب کئے ہیں۔ جو نہایت ہی مایوس کن ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بین الاقوامی طور پر تجارت نیچے ہی نیچے گرتی جا رہی ہے۔ اور ۱۹۲۹ء کے مقابلہ میں بین الاقوامی تجارت میں ۳۰ فیصدی کمی ہو گئی ہے۔ جو ممالک طلائی معیار پر قائم رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کی تجارت ۱۹۲۹ء کی تجارت کے مقابلہ میں ۲۵ فیصدی بھی نہیں رہی۔ جاپانی تجارت میں ½ ۱۲ فیصدی اور آسٹریلین تجارت میں ۸ فیصدی کمی ہو گئی ہے۔ اسی طرح امریکہ کی تجارت ½ بھی نہیں رہی۔

وائسرائے ہند نے ۲۶ فروری کو زلزلہ ریلیف فنڈ سے پانچ لاکھ روپیہ گورنر بہار کو بھیج دیا۔ یہ رقم پٹنہ میں تعمیر عمارات مونگھیر میں منہدم شدہ مکانات کا ملبہ اٹھانے اور زلزلہ کے تمام متاثرہ دیہاتی رقبہ میں عام امداد کے لئے صرف کیا جائیگا

حاجیوں کا جہاز "جہانگیر" ۲۴ فروری کو کراچی سے روانہ ہو گیا۔ اس میں ایک ہزار ساٹھ حاجی سوار ہیں۔

سیتامڑھی میں ۲۴ فروری کی صبح کو پھر زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوئے۔ تیسرا جھٹکا جو آٹھ بجے آیا زیادہ سخت تھا۔ اور ۲۵ سیکنڈ تک جاری رہا۔ شکستہ دکمزور مکانات منہدم ہو گئے بعد ازاں زبردست آندھی اور بارش ہوئی جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہوا۔ اور اکثر خوف زدہ ہو کر آس پاس کے دیہات میں بھاگ کر چلے گئے۔ کئی مقامات پر اولے بھی پڑے ہیں۔ جس سے فصل ربیع کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

پنجاب کونسل میں ۲۶ فروری کو سر ہنری کریک فنانشل ممبر نے تخمینہ جات بجٹ بابت ۳۵-۱۹۳۴ء پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں سال رواں کے میزانیہ میں اکاون لاکھ روپیہ کی بچت ہوگی۔ تاہم ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ سرکاری ملازموں کی تنخواہوں کی تخفیف بحال کر دی جائے

نظر بندوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ۲۶ فروری کو سر ہنری کریک نے بتایا۔ کہ اس وقت پنجاب میں اکیس اشخاص نظر بند ہیں۔ جن میں سے آٹھ پنجابی ہیں۔

پنجاب میں پھانسی پانے والوں کی تعداد کے متعلق ۲۶ فروری کو پنجاب کونسل میں بتایا گیا۔ کہ ۱۹۳۳ء میں دو سو میں آدمیوں کو پھانسی دی گئی۔

مجلس احرار نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۹ مارچ کو تمام ہندوستان میں یوم کشمیر منایا جائے۔

نئی دہلی سے ۲۶ فروری کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ جمعیۃ اقوام نے حکومت ہند کو لکھا ہے۔ کہ بچگان اور نوجوانوں کے تحفظ اور فلاح کے سلسلہ میں جو مشاورتی کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں اپنا نمائندہ بھیجے۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ جمعیت اقوام کی طرف سے حکومت ہند کی طرف ایسا دعوت نامہ موصول ہوا ہے۔ حکومت نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔

گندم کی حفاظت کے متعلق ۲۶ فروری کو اسمبلی میں یہ تحریک کی گئی۔ کہ تین چار سال تک کے لئے کوئی مستقل منظوری دے دی جائے۔ ہر سال ایک جدید منظوری کا سوال کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بحث وتمحیص کے بعد ایک مسودہ قانون حفاظت گندم کے متعلق منظور ہو گیا۔

وائسرائے ریلیف فنڈ کی میزان ۲۶ فروری تک چوبیس لاکھ باسٹھ ہزار اکانوے روپے تک پہنچ گئی ہے۔ مہاراجہ دربھنگہ کی طرف سے ایک لاکھ، رام گڑھ کی جاگیر کی طرف سے پچاس ہزار اور مہاراجہ کماری کی طرف سے دس ہزار روپیہ کی رقمیں اس میں داخل ہوئی ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی